18

صفائی نیت سے السلام علیکم کہو

(فرمودہ ۱۵/ جولائی ۱۹۲۱ء بمقام سری نگر)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔

میں نے پچھلے جمعہ بیان کیا تھا۔ کہ نیتوں کا اعمال پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس بات کے واضح کرنے کے لئے میں ایک ایسی مثال بیان کرتا ہوں جو ہر ایک مسلمان کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اور اس ملک میں خصوصاً بہت رائج ہے۔ نبی کریم فرماتے ہیں کہ افشاء سلام آپس کی محبت اور تعلق کو بڑھاتا ہے۔[۱] اس کی اہمیت پر آپ نے بہت زور دیا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہؓ کے دلوں میں اس مسئلہ کی خاص عظمت گڑ گئی تھی۔ بعض بازار میں صرف اس غرض سے جاتے تھے۔ کہ ایک دوسرے کو السلام علیکم کہیں۔ ایک دفعہ ایک صحابی نے دوسرے کو کہا چلو بازار چلیں۔ اس نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا لوگوں کو ہم سلام کریں گے اور وہ ہم کو۔[۲] وہ لوگ اس کی غرض اور حقیقت کو خوب سمجھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ سلام آپس کی محبت اور پیار بڑھاتا ہے۔ اور فتنوں کو دور کرتا ہے۔ یونہی نہیں تھا السلام علیکم وہ سلامتی ہے جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور جو ملائکہ چاروں طرف سے جنتیوں کو دیں گے۔ اس سے اسی سلامتی کی طرف اشارہ ہے۔ مومن جب فوت ہوتا ہے۔ تو اس پر سلامتی کے دروازے چاروں طرف سے کھل جاتے ہیں۔ یوں تو بیماری سے بچنا بھی سلامتی ہے مگر کامل سلامتی موت کے بعد ہی ہوتی ہے۔ دنیا میں کامل سلامتی کبھی نہیں مل سکتی۔ یہاں جتنی راحتیں اور آرام ہوتے ہیں وہ تمام دکھ کے ساتھ ملوث ہیں مگر مرنے کے بعد جو سلامتی مومن کو حاصل ہوتی ہے وہ کامل ہے۔ جنت میں مومن کو اس کی خواہشات سے بڑھ چڑھ کر ملتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ سب سے نچلے درجے کے مومن کو خدائے تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ مانگ جو مانگتا ہے۔ تو وہ مانگے گا۔ پھر حکم ہوگا کہ اور مانگ۔ آخر کار وہ مانگنے سے قاصر ہو جائے گا۔ یعنی اسے معلوم نہ ہوگا کہ کیا مانگے۔ پھر خدا تعالیٰ خود اس کو بہت سی نعمتیں عطا فرما دے گا۔[۳]

السلام علیکم کے معنی ہیں کہ خداتعالیٰ تجھے موت کے بعد اپنی تمام نعمتیں اور ہر قسم کی راحتیں عطا فرماوے۔ اکثر لوگ السلام علیکم کہتے ہیں مگر اس کے معنی نہیں سمجھتے۔ بعض لوگ ظاہر میں تو السلام علیکم کہتے ہیں مگر دل میں ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ خداتعالیٰ اس کا بیڑا غرق کرے۔ یہاں کشمیر کے لوگوں میں سلام کا بہت رواج ہے۔ یہاں تک کہ عورتیں بھی بکثرت السلام علیکم کہتی ہیں۔ اس کی اشاعت یہاں دیگر ممالک سے کہیں بڑھ کر ہے۔ مگر کیا سلامتی اور آپس میں محبت و پیار زیادہ ہے نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اصدق الناس تھے۔ آپؐ کی بتائی ہوئی بات بھلا کس طرح غلط ہو سکتی ہے۔ آپؐ کا مرتبہ تو وہ ہے کہ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ **ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** (آل عمران : ۳۲) اگر تم خدا کے عاشق بننا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ پھر تم خدا کے نہ صرف عاشق بلکہ معشوق بھی ہو جاؤ گے۔ سو جو کچھ بھی آپ نے فرمایا ہے سچ ہے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ گو یہاں سلام کی اشاعت بہت ہے مگر تفرقہ بھی بہت ہے۔ اس بات کا جواب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ **انما الا عمال بالنیات** [۴] ہر ایک کام کا معیار انسان کے ذہن میں ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اچھے کھانے کا ذکر ہے اس سے ہر ایک اپنے ملک کے معیار کے مطابق ایک اندازہ مقرر کر لیتا ہے۔ اچھا اور اعلیٰ ایک اندازہ پیدا کرا دیتا ہے۔ اعمال کا کمال وہ ہوتا ہے کہ ان سے وہ نتائج پیدا ہوں جو ان سے غرض تھی۔ جو شخص اس نیت سے گھر سے چلا تھا کہ میں نماز پڑھوں اور دوسرا جو لوگوں کو دیکھ کر کھڑا ہو جاوے اور نماز شروع کر دے ان دونوں کے اعمال میں بڑا فرق ہے۔ یہی بات عام کاموں میں بھی ہے۔ یہ بات طب نے بھی ثابت کر دی ہے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ موٹا کرنے کے لئے ہر ایک عضو پر پانی پڑتے وقت آدمی خیال کرے کہ جوں جوں پانی پڑتا ہے۔ اس کو صحت ہوتی جاتی ہے۔ تو اس طرح اس کو واقعی فائدہ بھی ہو جاتا ہے سو نیتوں اور خیالات کا اثر انسان کے اعمال پر بہت پڑتا ہے ایک عام مثال بیان کرتا ہوں کہ قرآن کریم کی ہر سورۃ کے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے صرف سورۃ برأت کے پہلے نہیں مگر وہ بھی سورہ انفال کا حصہ ہے بسم اللہ میں خدا کے حضور دعا کی جاتی ہے کہ اس کام کو تیرے نام اور مدد سے شروع کرتا ہوں۔ اسی طرح یہ حکم کہ **فاذا قرات القران فاستعذ باللہ من الشیطٰن الرجیم** (النحل : ۹۹) کیوں دیا گیا ہے۔ نیکی کا کام کرتے وقت اعوذ کے کیا معنی۔ یہ اس لئے کہ انسان کی نیت کا اثر اچھا پڑے۔ جو لوگ اعوذ باللہ۔ بسم اللہ کے ساتھ قرآن مجید نہیں پڑھتے۔ جیسے پنڈت دیانند صاحب نے پڑھا تھا یا پادری وغیرہ پڑھتے ہیں۔ وہ اس کے برکات سے محروم رہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ابوجہل بھی جاتا تھا اور حضرت ابوبکرؓ بھی۔ مگر دونوں نے جو فائدہ اٹھایا وہ عیاں ہے۔ ایک آدمی کا ایمان ہر آیت پر بڑھتا ہے۔ اور

دوسرے کا ہرایک آیت پر بگڑتا ہے۔ اور اس کو اعتراض سوجھتے ہیں۔ ایک ہی پانی سے حنظل کڑوا ہو جاتا ہے اور بعض اور پھل شیریں۔ اعوذ سے انسان شیطان سے خدا تعالیٰ کی پناہ میں آجاتا ہے۔ اور بسم اللہ میں خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے۔ سو ہمیشہ نیتوں کو پاک و صاف کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ نیک نتائج پیدا ہوں۔

(الفضل ۵ ؍ ستمبر ۱۹۲۱ء)

۱۔ مشکوٰۃ کتاب الاداب باب السلام

۲۔ مشکوٰۃ کتاب الاداب باب السلام

۳۔ مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الحوض و الشفاعۃ

۴۔ بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم